Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱ر

جمعہ

۷ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۳

ایڈیٹر:- عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۷ | ۱۲ر تبلیغ ۱۳۳۳ھش - ۱۲ر فروری سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۴

ڈنمارک کے ماہرین فن جدید طرز کے صنعتی کارخانے قائم کرنے میں پاکستان کی امداد کرنے کے لئے تیار ہیں

صنعتی علاقے کا دورہ کرنے کے بعد ڈنمارک کے سفیر مقیم کراچی کا بیان

کراچی ۱۱ر فروری۔ ڈنمارک کے سفیر ہز ایکسی لینسی ایجل سیورواہ فیلڈر نے سندھ کے صنعتی علاقے کا دورہ کرنے کے بعد اعلان کیا ہے کہ ڈنمارک کے صنعتی مشینیں تیار کرنے والے ماہرین فن پاکستان میں جدید طرز پر صنعتی کارخانے قائم کرنے میں پاکستانی صنعت کاروں کی بہت کچھ امداد کر سکتے ہیں۔ ہز ایکسی لینسی نے جن کے ہمراہ ڈنمارک کے ٹریڈ کمشنر اور اسسٹنٹ ٹریڈ کمشنر بھی تھے۔ اس دورے میں کراچی آئل سیڈ کمپنی اور زاہبان ٹکسٹائل مل کا بھی معائنہ کیا۔ پاکستانی صنعت کاروں نے صنعتوں کو فروغ دینے کے سلسلے میں جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہوں نے ان کی بہت تعریف کی۔ اور کہا ان کی مساعی ایک زندہ حقیقت ہیں جس پر خود وہ متعدد کارخانے گواہ ہیں۔ جو بہت تھوڑے عرصہ میں قائم ہو کر چالو بھی ہو چکے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۸ر فروری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کھانسی کی شکایت ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کشمیر کے الحاق کا فیصلہ کرنے کی ہرگز مجاز نہیں

الحاق کا فیصلہ آزادانہ رائے شماری کے ذریعہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ امریکہ کے اعلیٰ حکام کی رائے

واشنگٹن ۱۱ر فروری۔ امریکہ کے سیاسی حلقوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ باشندگان کشمیر کو آزادانہ ماحول میں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا جو حق حاصل ہے مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کے حالیہ فیصلے سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ نے امریکی حکام اعلیٰ کے حوالے سے بتایا ہے کہ تا حال نئی دہلی سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی جس سے پنڈت نہرو کے رویہ کا پتہ چل سکے۔ تاہم اگر پنڈت نہرو اپنے گزشتہ وعدوں کے مطابق اسمبلی کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینے کا اعلان کر دیں تو اس سے فضا کافی صاف ہو جائے گی۔ بصورت دیگر اس امر کا احتمال ہے کہ یہ فیصلہ باشندگان کشمیر کی آزادانہ رائے پر ایک حد تک شاید اثر انداز ہو سکے۔ امریکی مبصرین*

مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد مجلس دستور ساز کا فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا

اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب پروفیسر بخاری کا اعلان

نیویارک ۱۱ر فروری۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی نے ریاست کا بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس پر اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب پروفیسر احمد شاہ بخاری نے تبصرہ کرتے ہوئے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ اس نام نہاد اسمبلی کا کوئی رکن منتخب نمائندہ نہیں۔ اس کے ممبروں کو شیخ عبداللہ نے جو پہلے بھارت کے پٹھو تھے بھارتی سنگینوں کی امداد سے نامزد کیا تھا۔ اس ادارے کا مقصد یہ تھا کہ بھارتی منصوبوں کی تائید کی جائے۔ پروفیسر بخاری نے کہا کہ سلامتی کونسل نے ۳۰ر مارچ ۱۹۵۱ء کی قرارداد میں اعلان کر دیا تھا کہ یہ نام نہاد اسمبلی پوری ریاست یا ریاست کے کسی حصہ کے متعلق اگر کوئی فیصلہ کرے گی تو یہ ریاست کے مستقبل پر کسی قسم کا اثر نہیں ڈال سکے گا۔ پروفیسر بخاری نے بتایا کہ اس لحاظ سے اس نام نہاد اسمبلی کا کوئی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

شمالی کوریا پر بہت جلد حملہ کیا جائیگا

جنوبی کوریا کے صدر سنگمن ری کا اعلان

سیول ۱۱ر فروری۔ جنوبی کوریا کے صدر سنگمن ری نے اعلان کیا ہے کہ وہ شمالی کوریا سے کمیونسٹ چین کے حملہ آوروں کو نکالنے کا عزم کئے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ اس کے لئے اگر امریکہ نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو ہم اس کی پروا نہیں کریں گے۔ سنگمن ری نے کہا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں۔ اور وہ وقت بہت جلد آ رہا ہے جب ہم شمالی کوریا پر حملہ کر دیں گے۔

روس مصر کی امداد کرے گا

میجر صالح سلیم کا برطانیہ کو چیلنج

قاہرہ ۱۱ر فروری۔ میجر صالح سلیم وزیر مصر نے سوڈان اور نہر سویز کے متعلق برطانوی دعووں کو سختی سے چیلنج کیا۔ ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے بتایا کہ جب تک وادی نیل کے متعلق برطانوی طرز عمل میں تبدیلی نہیں ہوتی ہماری پالیسی یہ ہوگی کہ ہم تعاون نہ کریں۔ بلکہ ہم مخالفانہ پالیسی اختیار کریں گے۔ اس امر کا بڑا امکان ہے کہ روس مصر کے قومی منصوبوں میں ہماری مدد کرے۔ ہم نے منصوبہ بندی کی تفصیل تمام ممالک کو جن میں روس بھی شامل ہے بھیجی ہیں ہم اپنی آزادی میں خلل انداز ہونے والوں کی سختی سے مخالفت کریں گے اور اپنے حامیوں سے تعاون کریں گے۔

شاہ مسعود ۲۰ مارچ سے مصر کا دورہ کریں گے

قاہرہ ۱۱ر فروری۔ سعودی عرب کے سلطان شاہ سعود بن عبدالعزیز مصر کے شاہی دورے پر ۲۰ مارچ کو روانہ ہوں گے۔ سعودی عرب کے سفیر مقیم م

برطانیہ میں امریکہ کے ہوائی اڈے بدستور قائم رہیں گے

لنڈن ۱۱ر فروری۔ برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے کل دارالعوام میں بتایا کہ انگلستان میں امریکہ کے ہوائی اڈے اس وقت تک قائم رہیں گے۔ جب تک کہ عالمی امن کے نقطۂ نگاہ سے ان کا برقرار رہنا ضروری ہوگا۔ وہ لیبر ممبروں کے ایک سوال کا جواب دے رہے تھے۔ جس میں ان اڈوں کو برطانیہ کے لئے خطرناک قرار دیا گیا تھا۔

عرب لیگ کا وفد یمن جائے گا

قاہرہ ۱۱ر فروری۔ عرب لیگ عنقریب اپنا ایک وفد یمن بھیجے گی۔ یمن اور عدن کی سرحدوں کے متعلق برطانیہ اور یمن کے درمیان جو تنازعہ چل رہا ہے۔ یہ وفد اس میں یمن کو عرب لیگ کی حمایت کا یقین دلائے گا۔

* کے خیال میں نام نہاد اسمبلی کے فیصلہ سے اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں پڑتا کہ رائے شماری ہونے تک مقبوضہ کشمیر اور بھارت میں اب آزادانہ تجارت ہونے لگے گی۔

پاکستان میں ۲۶ اہم معدنیات کی دریافت

کراچی ۱۱ر فروری۔ پاکستان میں گزشتہ دو سال میں ۲۶ معدنیات نکلی ہیں۔ محکمہ طبقات الارض نے بتلایا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے اب تک جو اہم معدنیات ملی ہیں۔ ان میں خام المونیم (باکسائیٹ) بھی شامل ہے۔ آزاد کشمیر میں نکلنے والے باکسائیٹ میں ۷۰ فیصدی المونیم پایا گیا ہے مظفرآباد میں باکسائیٹ ہری پور سٹیشن سے ۵۰ میل دور ملا ہے۔ خاران میں کرومائٹ کی کان نکل آئی ہے۔ فورٹ سنڈیمن میں تانبا پایا گیا ہے۔ مشرقی پاکستان میں ایسی ریت ملی ہے جس میں شیشے کے ذرات پائے جاتے ہیں۔ چترال کے دمن نثار علاقے میں خام لوہا پایا گیا ہے۔ بعض پہاڑیوں میں ۷۰ لاکھ ٹن خام لوہا ملا ہے۔ راولپنڈی کی پہاڑیوں میں پٹرولیم دستیاب ہوا ہے۔

فرانس کا تجارتی وفد اس ہفتہ کراچی پہنچ جائیگا

کراچی ۱۱ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ فرانس کا ایک تجارتی وفد اس ہفتہ کے اختتام تک کراچی پہنچ جائے گا۔ وفد دو افراد پر مشتمل ہوگا۔ اور نئے تجارتی معاہدے کے متعلق حکومت پاکستان کے متعلقہ حکام سے بات چیت کرے گا۔ خیال ہے کہ وفد کے اراکین ایک ہفتہ دارالحکومت میں مقیم رہیں گے۔

م قاہرہ عبدالفضل نے کل اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے اخباری نامہ نگاروں کو بتایا کہ یہ دورہ ایک ہفتہ تک جاری رہے گا۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۱۲ تبلیغ ۱۳۳۲ھ

الٰہی منشاء

ایک الٰہی جماعت کا امام جیسا کہ جماعت احمدیہ کا دعوےٰ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہی اس کو کھڑا کیا ہے۔ جب کوئی تحریک کرتا ہے۔ تو اس کا یقیناً مطلب یہی ہوتا ہے کہ یہ تحریک الٰہی اشارہ کے ماتحت ہوئی ہے۔ کیونکہ الٰہی جماعت کا امام ہمارے عقیدہ کے مطابق نبی ہوتا ہے۔ جو اصلاح اور جماعت کے مقصد کے حصول کی جد وجہد میں اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے ہی جماعت کو ہدایات جاری کرتا ہے

اللہ تعالےٰ کے حکم سے جو جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ یقیناً جب تک اس مقصد کے حصول کے لئے جس کے لئے وہ کھڑی ہوئی ہے جد وجہد کرتی ہے اللہ تعالےٰ ہی اس کو ایسے راہ نما عطا کرتا ہے جن کی وہ خود نگرانی کرتا ہے۔ اور وعزم الامور میں ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی الٰہی جماعت نہائت مخالف حالات میں ان دشوار گزار مراحل کو طے کرسکتی۔ جو اس کے راستہ میں لازماً آتے ہیں۔ اور وہ روز بروز ترقی کے مراتب طے کرتی چلی جاتی ہے۔

الٰہی جماعت شروع میں نہائت کمزور ہوتی ہے۔ بلکہ اس کا آغاز ہی ایک بظاہر نہائت ناتواں شخص سے ہوتا ہے جس کی دنیاوی لحاظ سے کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ بسا اوقات وہ اتنا ضعیف اور حقیر نظر آتا ہے کہ اس کی ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ اور جو لوگ اول اول اس کے گرد جمع ہوتے وہ بھی بادی النظر میں نہائت کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں ان کی کوئی دنیاوی حیثیت نہیں ہوتی۔ اور ان کے لئے کہا جاتا ہے کہ

انؤمن کما اٰمن السفھاءُ

یعنے کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لے آئیں۔ جس طرح سفہا ایمان لے آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جب اسکا یہ جواب دیتا ہے کہ

الا انھم ھم السفھا
ولکن لا یعلمون

یعنے اے مخاطب ان سے کہدے کہ وہی سفہاء ہیں مگر جانتے نہیں ہیں۔ تو اسکا مطلب یہی ہے کہ آج جو سفہا نظر آتے ہیں کل ان کے سامنے وہ لوگ جو آج بڑے بڑے عقلمند سردار اور رئیس بنے پھرتے ہیں سفہا نظر آئینگے۔ چنانچہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ مکہ معظمہ میں جب آئے تو وہ ایک کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لوگ آ آکر آپ کے پاس بیٹھ رہے تھے جب کوئی صحابیؓ جو اکثر غلام تھے تشریف لاتا تو اسکو آگے اپنے پاس بٹھاتے۔ اور دوسرے لوگ جن میں بعض بڑے بڑے سرداران قریش کے فرزندان ارجمند بھی تھے پیچھے کھسکتے کھسکتے جوتیاں رکھنے کی جگہ تک جا پہونچے۔ جب انہوں نے یہ محسوس کی۔ تو ان کو بڑی غیرت آئی۔ اور باہر نکل کر باہم مشورہ کرنے لگے۔ اور آخر اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ ان لوگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہی انہیں یہ مرتبہ ملا ہے ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیئے۔

دیکھئے اللہ تعالےٰ کی بات کس شان سے پوری ہوئی جوتیاں چٹخانے والے امیر المومنین کے ہم جلیس بن گئے۔ اور سرزادے وزیں کہلانے والوں کو ان کی جوتیوں میں جگہ ملی۔ کیا یہ کوئی اتفاقی امر تھا کہ بڑے بڑے مغرور سرداروں کے نور دیدہ بلالؓ جیسے کالے کلوٹے چپٹی ناک اور موٹے موٹے ہونٹوں والے حبشی غلام جن کو لڑکے رسیاں باندھ کر گلیوں میں لئے گھسیٹتے تھے ان کا رشک کھانے لگے۔ کیا یہ محض اتفاقی بات تھی۔ بے شک دنیا میں بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ شہنشاہ گدا اور گدا شہنشاہ بن گئے۔ مگر سوائے الٰہی جماعتوں کے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اجتماعی طور پر کسی گروہ کے متعلق کئی سال پہلے ہی بتادیا گیا ہو۔ کہ وہ سفہا نہیں ہیں۔ بلکہ سفہا وہ ہیں جو بزعم خود ارسطوئے زمانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور ایسا ہی ہو گیا ہو۔

یہ اتفاقی امر نہیں کہلاسکتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالےٰ کی خاص منشا کے مطابق ہوا جس نے چپہ چپہ پر اپنے حبیب پاک فداہ امی وابی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی دنیاوی حیات کے ختم ہونے کے بعد خلفاء راشدین المہدیین کی خود راہ نمائی کی یہ ان بظاہر حقیر مگر دراصل عظیم قربانیوں کا پھل تھا جو صحابہ کرامؓ نے الٰہی اشاروں کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین المہدیین کے کہنے پر بجالائیں۔

کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنا سارے کا سارا اندوختہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر نہیں لے آئے تھے؟ کیا حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کئی بار سارے لشکر اسلامی کا خرچ برداشت نہیں کیا تھا۔ اسی طرح کیا دوسرے صحابہ کرام نے اپنی اپنی بساط سے بھی بڑھ کر قربانیاں نہیں دی تھیں "انصار" نے اپنی اپنی نصف جائداد مہاجرین بھائیوں کو نہیں بانٹ دی تھی یہاں تک کہ ایک ابی کے بھی دو ٹکڑے کرکے ایک رکھ لیا اور دوسرا اپنے مہاجر بھائی کو پیش کردیا؟

بے شک یہ ان قربانیوں کا پھل تھا لیکن یہ قربانیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائے راشدین المہدیین کی تحریکوں پر پیش کی گئیں۔ اور ان کے وہ عظیم الشان نتائج برآمد ہوئے کہ اسلام اس وقت کی معلوم دنیا پر چھا گیا حقیر غلام آقا بن گئے۔ اور اسلامی جماعت اتنی بڑھی کہ چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ چراغ سے چراغ روشن ہوتا چلا گیا۔ اور دنیا بقعۂ نور بن گئی۔

پھر سوچئے کیا یہ اتفاق ہو گیا؟ نہیں اللہ تعالےٰ کی خاص منشاء کے مطابق تھا جو کچھ ہوا۔ اس کامرانی کے حصول کے لئے جو صحابہ کرامؓ نے قربانیاں کیں۔ ۔ ۔ اس الٰہی منشاء کے مطابق ہوئیں۔ اور جو تحریکیں ان قربانیوں کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین المہدیین رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے کیں۔ وہ بھی اسی الٰہی منشاء کے مطابق تھیں۔ کیا تاریخ عالم میں ایسا اعجاز سوائے الٰہی جماعتوں کے کبھی ہوا؟

(باقی صفحہ ۸ پر)

نجات کی طرف دوڑو

— از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز —

(۱) "خدا تعالےٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنّت دے گا" (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصّہ بھی تحریکِ جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنّت مانگ سکو؟

(۲) دنیا میں آج خدا تعالےٰ کو قریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالےٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریکِ جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کروگے؟

(۳) سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ کی محبّت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالوگے۔ اور تحریکِ جدید میں حصّہ لے کر اپنی محبّت کا ثبوت نہ دوگے؟

— مرزا محمود احمد —

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں احمدی جماعتوں کی پانچویں کامیاب سالانہ کانفرنس

(۲)

ملک کے دور دراز حصوں سے احباب کی شرکت فضیلتِ اسلام پر تقاریر پریس اور اخبار جاری کرنے کا فیصلہ آٹھ افراد کا قبول اسلام

(از مکرم محمد صدیق صاحب شاہد مبلغ اسلام مقیم سیرالیون)

مقامی رسم و رواج

مکرم مولوی محمد صادق صاحب انچارج حلقہ مکالی نے "مقامی رسم و رواج اور ان کی حقیقت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سیرالیون کے مسلمانوں میں بعض ایسی رسوم ہیں۔ جو اسلام کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً یہاں بعض ایسی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ جن میں قریباً ہر مرد و زن کو شریک ہونا پڑتا ہے۔ اور ان کے قوانین اور اصول میں حکومت تک کو دخل دینے کی اجازت نہیں۔ ان سوسائٹیوں میں بعض ایسی حرکتیں کی جاتی ہیں۔ جو نہ صرف اسلام کے خلاف بلکہ انسانیت سوز بھی ہیں۔ پھر شادی اور بیاہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس امر میں بھی اسلامی تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔ ایک شخص جتنی چاہے بیویاں رکھ سکتا ہے۔ حالانکہ اسلام صرف چار کی اجازت دیتا ہے۔ وہ بھی بعض مخصوص حالات اور مخصوص شرائط کے ساتھ۔ مگر یہاں اسلام کی اس تعلیم کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔

اسی طرح یہاں کی ایک اور رسم بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اسلام غیر اللہ کی قسم سے سختی سے منع فرماتا ہے۔ مگر اس ملک میں غیر اللہ کی قسم ہی اصل سمجھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یا قرآن مجید کی قسم ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی ایک جھوٹا انسان بھی بغیر کسی ہچکچاہٹ اور تامل کے اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ مگر اسی شخص کو اگر ملکی طریق کے مطابق چند تنکوں کے بنے ہوئے جھاڑو جو خاص اسی فعل کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ یا کسی خاص مٹی کی قسم کھانے کے لئے کہا جائے۔ تو اس کے لئے وہ ہرگز تیار نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق خدا تعالیٰ کے نام سے جھوٹی قسم کھا کر تو انسان بچ سکتا ہے۔ مگر ان چیزوں کی جھوٹی قسم کھا کر تباہی سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتا۔

اس کے بعد آپ نے رسوم و رواج کے متعلق صحیح اسلامی نقطۂ نظر بیان کیا اور بتایا۔ کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں۔ بلکہ معاشرہ کے لئے ایک مکمل نظام ہے۔ اور ہر قسم کے حالات کے لئے اس میں راہِ ہدایت موجود ہے۔ قوموں کی ترقی کے لئے نوجوانوں کی تربیت لازمی ہے۔ اور اس تربیت کے لئے قرآن مجید اور احادیث میں روشن ہدایات موجود ہیں۔ جن پر چل کر ملکی سوسائٹیوں اور ان کی کارگذاری سے انسان بالکل مستغنی ہو جاتا ہے۔ عائلی زندگی کے لئے اسلام کے سوا کسی اور مذہب میں ایسے اصول موجود نہیں۔ جن سے انسان سوسائٹی یا معاشرہ میں نہایت قدر۔ عزت اور کامیابی کی زندگی بسر کر سکے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عائلی زندگی ہمارے لئے ایک اسوۂ حسنہ ہے۔ لہٰذا احباب جماعت کو اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور پھر اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ تا ان ملکی رسوم و رواج سے نجات ہو۔ جو ننگِ اسلام ہیں۔

اس کے بعد اجلاس دوسرے دن کے لئے ختم ہوا۔

اجلاس سوم

تیسرا اجلاس بروز اتوار ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء صبح نو بجے زیر صدارت مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سابق امیر سیرالیون شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عربی نظم جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں تھی۔ پڑھ کر سنائی۔ اور اشعار کی تشریح کی نظم کے بعد مسٹر ابوبکر صاحب معلم مدرسہ احمدیہ "بو" نے "مسئلہ ختم نبوت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو جو کچھ حاصل ہوا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اتباع سے حاصل ہوا۔ آپ کا آنا احیائے اسلام کے لئے ہے۔ اور یہی چیز ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تعلیم میں پاتے ہیں۔

ذکر حبیب علیہ السلام

مکرم مولوی محمد صادق صاحب انچارج حلقہ مکالی نے "ذکر حبیب" پر لیکچر دیا۔ اور آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بچپن کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا۔ کہ آپ شروع سے ہی ایک پاکیزہ اور مطہر وجود تھے۔ بچپن سے ہی آپ کی زندگی ہر قسم کے داغ اور عیب سے منزہ تھی۔ جس کی شہادت نہ صرف دوست بلکہ دشمن تک بھی دیتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اہل خانہ سے سلوک۔ بچوں سے سلوک دوستوں اور احباب سے سلوک آپ کی سادگی اور کفایت شعاری کے متعلق واقعات بیان کئے۔ جو حاضرین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے۔

مسٹر اے۔ بی ابراہیم گاباصاحب نے جو صرف چھ ماہ ہوئے۔ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ آج دنیا میں اگر کوئی ایسا فرقہ ہے۔ جو اسلام کی صحیح تصویر پیش کر رہا ہے۔ اور جس میں شامل ہو کر انسان زندہ اور سچے خدا کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ تو وہ صرف اور صرف احمدیت ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جو میرے لئے کشش کا باعث ہوئی۔ سو میں تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہوتے ہوئے اس روحانی پانی سے سیراب ہونے کی کوشش کریں۔ جو وہ آسمان سے لائے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے۔ اور بتایا۔ کہ آپ نے اسلام کی خوبصورت شکل دنیا کے سامنے رکھی اور اسلام پر ہونے والے ہر حملہ کو اپنے سینہ پر لیا۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر و طعام کے لئے اجلاس ختم ہوا۔

اجلاس چہارم

چوتھا اجلاس نماز ظہر و عصر کے بعد زیر صدارت مسٹر اے۔ بی ابراہیم گاباصاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سابق امیر سیرالیون نے سوانح حیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش آپ کے آباو اجداد کے مختصر حالات بیان کئے۔ اور بتایا۔ کہ الٰہی ارشاد کے مطابق حضور نے آٹھ یا نو ماہ تک متواتر روزے رکھے جو آپ کے تعلق باللہ اور آپ کی روحانیت کی زیادتی کا موجب ہوئے۔ اور یہی وہ زمانہ ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو شرف مکالمہ مخاطبہ بخشا اور وحی و الہام سے نوازا۔ آپ کی خدمتِ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ سے پہلے ہی اپنی زندگی کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ عیسائیوں سے آپ کے اکثر مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ عیسائی یا آریہ مشنریز کی طرف سے جو بھی حملہ اسلام پر یا بانیٔ اسلام پر ہوتا۔ اس کا جواب آپ کی طرف سے دیا جاتا۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے ایسے ایسے نشانات ظاہر فرمائے۔ جو سوائے انبیاء کرامؑ کے اور کسی شخص کی ذات سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اس سلسلہ میں مسٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ کے حالات مفصل حاضرین کو بتائے۔

مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل نے بتایا۔ کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئندہ زمانہ میں ہونے والے واقعات کے متعلق پیشگوئی کرنا یا ان کی خبر دینا اور پھر ان اخبار اور واقعات کا اپنی پوری تفصیل کے ساتھ عین وقت پر پورا ہو جانا سوائے ماموریں کی ذات کے اور کسی شخص سے ممکن نہیں۔ اس کے بعد آپ نے زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ کی پیشگوئیاں مختلف واقعات اور مختلف حالات سے تعلق رکھتی ہیں۔ بعض اپنے متبعین کے متعلق ہیں۔ اور بعض اپنے مخالفین کے متعلق جن میں سے اکثر تو اپنی پوری تفصیل اور توضیح کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ اور بعض کے پورا ہونے کی ابھی انتظار ہے۔ پسر موعود کی پیشگوئی جس شان اور وضاحت سے پوری ہوئی ہے۔ بصیرت رکھنے والا انسان اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔

پس جس طرح پہلی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانہ کے متعلق بیان کردہ پیشگوئیاں بھی پوری ہوں گی۔ اور دنیا دیکھے گی۔ کہ حضرت احمد علیہ السلام کی صداقت کس طرح روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ وہ دن دور نہیں۔ جب یہ الٰہی سلسلہ تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ اور دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اس کے بعد اجلاس دوسرے دن کے لئے ختم ہوا۔ (باقی)

درخواست دعا

برادرم شیخ جلال الدین آف احمدیہ بلڈنگس لاہور جن کا اینڈے سائیٹس کا اپریشن مورخہ ۲۹/۱/۵۴ کو آفیسرز وارڈ سی۔ ایم۔ ایچ کراچی میں ہوا تھا۔ تا حال ہسپتال میں ہی ہیں۔ احباب برادرم مذکور کی باصحت لمبی زندگی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

خاکسار شیخ عبدالحق ایگزیکٹو انجینئر جیکب لائینز کراچی۔

عام معلومات

پاکستان کا سب سے اونچا پہاڑی علاقہ "بلتستان"

ذرائع آمدورفت کے آسان نہ ہونے کی وجہ سے بلتستان اب تک نسبتاً ایک غیر مشہور علاقہ رہا ہے۔ ورنہ آب و ہوا کی خوشگواری۔ میوہ جات کی فراوانی۔ صاف و شفاف پانی کے چشموں کی کثرت۔ حیرت انگیز اونچے اونچے پہاڑوں اور ان سے بہنے والے ندی نالوں۔ سرسبز چراگاہوں۔ اور دوسرے قدرتی مناظر کے لحاظ سے اس علاقے کی حیثیت وادیٔ کشمیر سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ یہاں کی آب و ہوا سرد اور خشک ہے۔ موسم سردیوں میں سخت سرد اور گرمیوں میں خوش گوار ہوتا ہے۔ بارشیں اور علاقوں کی نسبت کم ہوتی ہیں۔ اس لئے بلتستان میں جنگلات زیادہ نہیں ہیں۔ البتہ پہاڑوں پر گھاس کافی پیدا ہوتی ہے۔

پاکستان کا سب سے لمبا دریا دریائے سندھ۔ اور اس کے معاون دریائے سیتوک۔ دریائے شگر اور دیگر ندی نالے اس علاقے میں بہتے ہیں۔ اور ان ہی کے کناروں پر بلتستان کے مشہور قصبے اور دیہات آباد ہیں۔

بلتستان پاکستان کا سب سے اونچا پہاڑی علاقہ ہے۔ اور کوہ قراقرم کے سر بفلک سلسلوں کے درمیان آباد ہے۔ دنیا بھر میں دوسرے نمبر کی اور پاکستان کی سب سے اونچی چوٹی ماؤنٹ گوڈون آسٹن اسی علاقے میں واقع ہے۔ جس کی بلندی ۲۸ ہزار فٹ سے زیادہ ہے۔ ایورسٹ کے سر ہونے کے بعد دنیا کی غیر مفتوحہ چوٹیوں میں یہ سب بلند چوٹی ہے۔ جس کو سر کرنے کے لئے لوگوں نے بہت مرتبہ کوششیں کیں۔ مگر سب کی سب ناکام رہیں۔ اس علاقے میں بہت سی چوٹیاں ایسی ہیں۔ جو بارہ مہینے برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔

پہاڑی علاقہ ہونے کے باعث اس علاقے میں قابل زراعت زمینیں کم پائی جاتی ہیں۔ صرف پہاڑوں کے دامن میں اور دریاؤں کے کنارے جہاں چشمے ہیں۔ یا دریاؤں سے نہریں نکالی جا سکی ہیں۔ کاشت کاری کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی آبادی بہ نسبت رقبہ بہت کم ہے۔

بلتستان کے باشندوں کا پیشہ عموماً کاشتکاری ہے۔ اپنی ضروریات کے لئے وہ مویشی بھی پالتے ہیں۔ گرمیوں میں پہاڑوں پر جہاں چراگاہیں ہوتی ہیں۔ مویشیوں کو چرانے جاتے ہیں۔ جن سے وہاں کے باشندے بہت سی ضروریات زندگی یعنی دودھ۔ دہی۔ گھی لسی۔ اون۔ کھالیں۔ اور گوشت حاصل کرتے ہیں۔ ان مویشیوں میں یاک اور زدمو (زومو) قابل ذکر ہیں۔ یاک نر بھی ہوتے ہیں۔ اور مادہ بھی۔ یاک (نر) بیل سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ چیتے جیسے خونخوار جانور کی بھی جرأت نہیں ہوتی۔ کہ اس پر حملہ کرے۔ ان پر برفانی علاقوں میں جہاں ان کا گزر مشکل ہوتا ہے۔ اور باربرداری میں دوسرے جانور کام نہیں دے سکتے۔ یہ جانور بڑا کام آتا ہے۔ زومو کے نر کو زو کہتے ہیں۔ زومو اور زو یاک نر اور گائے سے پیدا ہوتے ہیں۔ زو بھی یاک نر کا کام دیتا ہے۔ ہل چلانے کے لئے بلتستان میں عام طور پر زو سے کام لیا جاتا ہے۔ زومو اور یاک مادہ روزانہ دس دس اور بارہ بارہ سیر دودھ دیتی ہیں۔ ان کا دودھ بہت لذیذ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ بلتستان کی زومو اور یاک مادہ کا گھی دنیا میں بہترین گھی متصور ہوتا ہے۔ یہاں کی چراگاہوں کے خودرو پھولوں کی مہک اور رنگ جڑی بوٹیوں کی تاثیر سے ان کے دودھ بالکل زرد ہو جاتے ہیں۔ یہ جانور دنیا بھر میں صرف بلتستان۔ لداخ اور تبت کے کچھ حصوں میں پائے جاتے ہیں۔

یہاں زیادہ تر گندم۔ مٹر۔ کنگنی۔ باجرہ گاجر۔ شلجم اور آلو کی پیداوار ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ بلتستان کے تربوز اور خربوزے بھی خاص شہرت رکھتے ہیں۔ پھلوں میں خوبانی۔ توت سیب ناشپاتی۔ آڑو۔ انگور اور سرسنگ (بیر سے ملتا جلتا ایک پھل ہے۔ اور بیر سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے) وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ خاص کر خوبانی۔ توت۔ سیب اور انگور اپنی مثال آپ ہیں۔

تقسیم ہند اور جنگ آزادیٔ کشمیر سے پہلے بلتستان کا خشک خوبانی۔ خستہ اور خشک انگور سری نگر اور کشمیر کے دوسرے شہروں میں کثرت سے بکتے تھے۔ بلکہ ہندوستان کے دیگر حصوں اور غیر ممالک کو بھی بھیجے جاتے تھے۔ آج کل بھی ہوائی جہازوں کے ذریعہ کچھ پھل یہاں سے مغربی پاکستان آتے ہیں۔

بلتستان کے لوگ میوہ جات کو پوری سردیوں کے لئے گرمیوں میں خشک کرکے رکھ دیتے ہیں۔ ان میں سے خوبانی توت۔ انگور اور سرسنگ سردیوں میں بہت کام آتے ہیں۔ یہاں میوہ جات کی اس قدر افراط ہے۔ کہ ہر شخص کے پاس خود اس کے اتنے پھل ہوتے ہیں۔ کہ اسے کسی سے لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہی بات ہے کہ بلتستان میں پھلوں کی تجارت کا نام بھی نہیں ہے۔ اسی طرح لوگ دوسری ضروریات زندگی بھی اپنے لئے خود فراہم کر سکتے ہیں۔ یہاں سونے اور گندھک کے علاوہ دیگر [illegible] بھی پائی جاتی ہیں۔

بلتستان کے لوگ بڑے جفاکش محنتی ایماندار اور دلیر ہوتے ہیں۔ ان کو اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ نسبتاً غریب ہی سہی۔ مگر محنت کی روٹی کھا کر بڑی خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی دیانتداری کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ کہ ڈوگرہ حکومت میں بلتستان بھر کے لئے تھانہ اسکردو میں صرف سات سپاہی ہوتے تھے۔ ان کے پاس بھی پبلک کی شکایات بہت کم پہنچتی تھیں۔ اور وہ اکثر بے کار رہتے۔

اہل بلتستان کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ جسم موٹے اور طاقتور ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔ پولو اور تیر اندازی کے بڑے شوقین ہیں۔ اور ان کھیلوں کے لئے خاص میلے منعقد کرتے ہیں۔ جن میں بہترین نشانہ بازوں اور پولو کے کھلاڑیوں کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

یہاں رینڈیر چکور اور مرغابیوں کا شکار عام پایا جاتا ہے۔ اس لئے لوگ اچھے شکاری بھی ہوتے ہیں۔ رینڈیر کی کھال کے پوستین وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ جو سردیوں میں بہت کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے تھیلے بھی بنائے جاتے ہیں۔ رینڈیر کے سینگ کے حقے۔ کنگھیاں اور چھریوں کے دستے بنتے ہیں۔

اسکردو۔ چپلو اور شگر بلتستان کے مشہور قصبے ہیں۔ اسکردو دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ یہ سطح سمندر سے سات ہزار فٹ سے زیادہ بلند ہے۔ یہ قصبہ بلتستان کا صدر مقام ہے۔ یہاں ایک چھاؤنی بھی ہے۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بلتستان کا دفتر اور تمام دوسرے سرکاری دفاتر یہیں ہیں۔

اس جگہ ایک تاریخی قلعہ ہے۔ جس کو اہل بلتستان کھرفوچو کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ ڈوگرہ حکومت سے پہلے بلتستان کے نوابوں کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ ایک پہاڑی کے عین پہلو میں ہے۔ جس کو صرف ایک ہی طرف سے راستہ جاتا ہے۔ باقی اطراف سے بالکل محفوظ ہے۔ نوابوں کی حکومت کے وقت جب نواب اسکردو پر حملہ کیا جاتا۔ تو وہ اس قلعے میں محصور ہو جاتے۔ کیونکہ اس کا فتح کرنا مشکل ہوتا تھا۔

اسی طرح جنگ آزادی بلتستان میں جب بھارتی اور آزاد افواج کا اسکردو میں مقابلہ ہوا۔ تو بھارتی افواج نے اس قلعے کو بھی اپنا مورچہ بنایا تھا۔ آخر چند ماہ کے محاصرہ کے بعد بلتستان کی فوج عوام اور دوسری آزاد افواج کے جوانوں کی ہمت و استقلال سے یہ قلعہ فتح ہو گیا اور تمام اسکردو آزاد ہو گیا۔ اس وقت سے اس پر پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

اسی طرح یہاں اور بھی تاریخی آثار موجود ہیں۔ جن سے تاریخ بلتستان پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

حکومت پاکستان نے یہاں اہم مقام ہونے کی وجہ سے ایک ہوائی اڈہ تیار کیا ہے۔ جس کے ذریعہ بلتستان کی مغربی پاکستان کے دوسرے علاقوں کے ساتھ آمدورفت میں بڑی سہولت ہوئی ہے۔ اسکردو کے علاقے میں چالیس میل کے اندر سڑکیں بھی بن گئی ہیں۔ اور جیپ لاریاں اور موٹریں چلتی ہیں۔ ان کے علاوہ حکومت نے اسکردو میں ایک نہر بنوائی ہے۔ جس سے ایک اچھا خاصہ غیر آباد رقبہ کے آباد ہونے کی امید ہو گئی ہے۔ یہاں ایک ہائی اسکول اور چند پرائمری سکول بھی قائم کئے گئے ہیں۔ لوگوں کو طبی سہولتیں بہم پہنچانے کا بھی مناسب بندوبست کیا گیا ہے۔

ضرورت مند احباب کے لئے

فسٹ و سیکنڈ گریڈ ڈرافٹس مین کی آسامیوں کے لئے رائل پاکستان نیوی میں درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ ۔/185—195/15—300 اور ۱۰۰-5-160۔ شرائط: عمر ۲۰ و ۲۸ کے درمیان $\frac{1}{54}$ ۱ کو۔ میٹرک پاس۔ فسٹ کلاس کرے جو کراچی میں ہوگا۔ فارم درخواست و تفصیلات کے لئے Administration officer R.P.N Establishments West Wharf کراچی کو لکھا جائے۔ اور مکمل فارم بنام Captain Superintendent R.P.N. Dock West Wharf کراچی $\frac{2}{54}$ ۲۰ پہنچنی لازم ہیں۔ (ڈان $\frac{1}{54}$ ۳۱)

اوورسیروں کی عارضی اسامیوں کے لئے درخواستیں $\frac{2}{54}$ ۱۵ تک بنام Chief Engineer Karachi Port Trust طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ 150-10-250 علاوہ الاؤنس۔ شرائط: سول انجینئرنگ دو سالہ کورس کا ڈپلومہ ہو۔ پانچ سالہ عملی تجربہ۔ عمر ۴۰ تک۔ (ڈان $\frac{1}{54}$ ۳۱)

(ناظر تعلیم و تربیت)

پتہ درکار ہے

محمد صادق صاحب ولد کرم دین صاحب ساکن ڈنیگروٹ کوٹلی ضلع جموں کے ایڈریس کا اگر کسی دوست کو علم ہو۔ تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ)

معمولی اور غیر معمولی ضروریات کیلئے روپیہ محفوظ کرنے کا طریق

صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے احباب جماعت کے روپیہ کے لئے جسے وہ اپنی آئندہ ضروریات کے لئے پس انداز کرنا چاہیں مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کئے ہیں۔

(۱) دفتر محاسب میں ایک صیغہ امانت قائم ہے۔ اس صیغہ میں جب کوئی چاہے اپنا روپیہ رکھوا سکتا ہے اور جب چاہے نکلوا سکتا ہے اور اگر روپیہ نکلوانے والا ربوہ سے باہر ہو۔ تو اس کے طلب کرنے پر صیغہ اپنے خرچ پر بذریعہ بیمہ یا منی آرڈر امانت دار کو اس کا روپیہ بھجوا دے گا۔

(۲) مذکورہ صیغہ میں ایک "غیر تابع مرضی" قائم ہے اس میں روپیہ رکھوانے والے فرد کو روپیہ برآمد کروانے کیلئے ایک ماہ کا نوٹس دینا ضروری ہے۔ اس کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنی معمولی ضرورت پر آسانی سے اور یکدم روپیہ نہ نکلوا سکیں۔ بلکہ خاص ضرورت پر ہی خرچ کرنے کے لئے برآمد کرائیں۔ نیز اس طرح رکھوائے ہوئے روپیہ پر کوئی زکوٰۃ بھی نہیں لگتی۔ کیونکہ ضرورت کے وقت صدر انجمن بھی اس روپیہ کو استعمال کر سکتی ہے۔ اس رقم کے امانت دار کو بھجوانے کا خرچ بھی صدر انجمن ادا کرتی ہے

ہر دو رقم کی امانتوں میں روپیہ جمع کرانے سے علاوہ ہر طرح کی حفاظت کے احباب کے لئے یہ ایک ثواب حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بالواسطہ فائدہ پہنچتا ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

جماعت احمدیہ کیلئے ضروری ہدایت

نظارت تعلیم و تربیت عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور احباب جماعت کو سالِ نو پر مبارکباد عرض کرتی ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کی طرف متوجہ کرتی ہوئی ہدایت کرتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر پورے طور پر کاربند ہونے کا عزم کریں۔ ایمان اور اعمالِ صالح کی طرف پوری توجہ دیں۔ نیز مخلوق خدا کی بہبودی کے لئے محبت و ہمدردی۔ عاجزی انکساری اور فروتنی اختیار کریں۔ اور عملی طور پر نیک سلوک اپنے اور بیگانے سے روا رکھیں۔ عہدیداران جماعت خود بیدار ہوں۔ اور ہر دینی کام میں مستعدی دکھائیں۔ اور عمدہ نمونہ سے احباب جماعت میں بیداری پیدا کریں۔ اور یقین رکھیں کہ تنظیم کی مضبوطی سے جماعتی کام میں تیزی اور عمدگی پیدا ہوتی ہے۔ بار بار مجلس عاملہ کے اجلاس کر کے ہر شعبہ کے کام کا جائزہ لیا جائے۔ اور کوشش کر کے کام کو تیز کیا جائے۔ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے اس وقت دو دینی نصاب جاری ہو چکے ہیں جماعت کے احباب ہر دو زن میں نیز چھوٹے بڑے سب افراد میں، اسے جاری کیا جائے۔ اور سچی محنت کر کے صحیح نتیجہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کان اللہ معکم (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

اخبار "بدر" قادیان کے داخلہ سے پابندی اٹھا دی گئی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ حکومت نے اخبار بدر قادیان کا داخلہ مغربی پنجاب میں بند کیا ہوا تھا اب یہ پابندی حکومت نے دور کر دی ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس اخبار کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کر کے اس کی اشاعت کی توسیع میں مدد فرمائیں۔ اور اپنے چندے و بقایاجات وغیرہ دفتر محاسب ربوہ میں جمع کرا کر اپنے تازہ پتوں سے دفتر منیجر بدر قادیان کو مطلع فرمائیں۔ (مرزا بشیر احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ)

۵ مارچ کی شام کو سرکاری جائداد میں بھی آتش زنی اور اتلاف جان کے واقعات رونما ہوئے

پولیس اس صورت میں مؤثر طریق پر عہدہ برآ نہیں ہو سکتی تھی!

تحقیقاتی عدالت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہو سید اعجاز حسین شاہ کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

سوال:۔ اس مراسلہ میں ایک ہدایت یہ ہے:۔ حکومت یہ آپ کی سوجھ بوجھ پر چھوڑتی ہے کہ آپ جو اقدام ضروری سمجھیں کریں۔ آپ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت امتناعی احکام جاری کرنے کے بھی مجاز ہیں" یہ ہدایت جب آپ تک پہنچی اس کے بعد لاہور میں دفعہ ۱۴۴ کے تحت امتناعی احکام جاری کرنے میں آپ کے نزدیک کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔

وکیل سے

سوال:۔ کیا آپ کو ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کا مراسلہ موصول ہوا تھا۔ جس کے ساتھ ہوم سیکرٹری کا بیان بھی منسلک تھا، جواب ہاں۔ سوال:۔ کیا آپ نے ایس ایس پی لاہور کے ساتھ ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو صورت حال پر قابو پانے کے مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کیا تھا۔ جواب:۔ ہاں

سوال:۔ کیا آپ نے ان کو ان فیصلوں سے مطلع کیا۔ جو حکومت نے ایجی ٹیشن کے متعلق کئے تھے جواب:۔ گفتگو کے دوران میں مجھے ایسا کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن سمجھا یہ جاتا ہے کہ جس طرح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ہدایات سے مطلع کیا جاتا ہے۔ اس طرح براہ راست ایس۔ ایس۔ پی کو بھی۔

سوال:۔ کیا وائرلیس کے ذریعہ آپ کو یکم مارچ کا پیغام موصول ہوا تھا منسلک "ک" ایس۔ پی سیالکوٹ کا تحریری بیان) جواب:۔ میں ایسا خیال نہیں کرتا۔ سوال:۔ کیا ایس ایس پی نے وائرلیس پیغام کا آپ سے اظہار کیا تھا۔ جواب:۔ مجھے یاد نہیں۔ سوال:۔ کیا انہوں نے آپ کو بتایا تھا۔ کہ انہیں ڈی۔ آئی جی (سی۔ آئی۔ ڈی) کی طرف سے ہدایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ کسی رضا کار کو کراچی روانہ ہونے کی اجازت نہ دی جائے؟ جواب:۔ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے اس امر کا اظہار کیا تھا۔ لیکن میرے خیال میں اس موقع پر ان کو اس کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ۲۷ تاریخ کے بعد رضا کاروں کا کوئی دستہ لاہور سے کراچی روانہ نہیں ہوا۔

سوال:۔ ایس۔ ایس۔ پی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ غنڈہ ایکٹ کنٹرول کے ٹریبونل میں آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ تو انہوں نے بیتنے دستے درکار تھے۔ وہ آپ کے مراسلہ کی پشت پر نوٹ کر دیئے تھے کیا یہ درست ہے۔ جواب:۔ مجھے کسی ایسی چیز کے نوٹ کئے جانے کا واقع یاد نہیں۔ لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

سوال:۔ کیا آپ نے ۳ تاریخ کو شہر میں مارچ کرنے والے دستوں کے افسر کمانڈنگ سے ربط پیدا کیا اور فوج اور پولیس کے درمیان تعاون کے مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کیا؟ جواب:۔ جی ہاں۔ ہم سول لائنز تھانہ میں فوجی افسروں سے ملے اور ان کو وہ ضروری مقامات بتائے جہاں جہاں گشت کو متعین کرنا تھا۔ سوال:۔ گشت کے متعلق کیا انتظامات کئے گئے تھے؟ جواب:۔ اس وقت ہم نے ضروری سمجھا تھا کہ گشت کو ان جگہوں پر متعین کیا جائے جہاں سے جلوس نکلنے کا امکان تھا۔ سوال:۔ کیا فوجی گشت پولیس اور مجسٹریٹوں کی رفاقت میں بھی ہوتی تھی؟ جواب:۔ ہاں۔ سوال:۔ کیا آپ نے بعض مجسٹریٹوں کو متعین کیا تھا؟ جواب:۔ ہاں۔

سوال:۔ جو مجسٹریٹ فوجی گشت کے ہمراہ جاتے تھے ان کو آپ نے کیا ہدایات دے رکھی تھیں؟ جواب:۔ میں نے انہیں صورتِ حال سے مضبوطی سے نپٹنے کی ہدایت کر رکھی تھی۔ اور اپنے فرائض سے پوری طرح آگاہ تھے۔ سوال:۔ کیا پولیس اور فوج کے تعاون کے لئے ایس ایس پی لاہور ذمہ دار تھے؟ جواب:۔ وہ اور آئی۔ جی۔ پی جو پولیس کے دستوں کو کنٹرول کرتے تھے ذمہ دار تھے۔ سوال:۔ جی۔ او۔ سی نے بیان کیا تھا کہ ۴ مارچ کو فوج کے دستے ایس۔ ایس۔ پی لاہور اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی مرضی سے ہٹائے گئے تھے۔ کیا یہ درست ہے؟ جواب:۔ نہیں ہوا یہ کہ ۴ مارچ کو پانچ بجے شام ہم مال روڈ پر کھڑے تھے اور یہ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ آمد و رفت جاری ہے اور معمول کے مطابق کاروبار بھی ہو رہا ہے۔ کرنل علیم اور غالباً کرنل [illegible] جب پاس سے گزر رہے تھے تو وہ ہمیں ملنے کے لئے ٹھہر گئے۔ ہم سب نے محسوس کیا کہ صورتِ حال پُرسکون ہے۔ ہو سکتا ہے کہ گفتگو کے کسی حصے سے انہوں نے سمجھ لیا ہو کہ فوجی دستوں کے حصے کو ہٹایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ چیز حقیقت سے بعید ہے کہ میں نے انہیں فوجی دستے ہٹانے کی رائے دی۔

عدالت سے

سوال:۔ کیا آپ کی گفتگو میں دستے ہٹانے کے امکان پر غور کرنے یا گشت کی کمی کا تذکرہ بھی ہوا تھا؟ جواب:۔ نہیں۔ سوال:۔ کیا ۳ تاریخ کو کسی نے فوجی افسروں سے کہا تھا کہ آدھی جنگ جیتی جا چکی ہے؟ جواب:۔ نہیں

وکیل سے

سوال:۔ کیا ۴ مارچ کو فوج نے گشت لگانا بند کر دیا؟ جواب:۔ میرا بھی خیال ہے۔ دوپہر کے بعد جب میں سول لائنز تھانہ میں گیا تب مجھے اس کا علم ہوا۔ سوال:۔ فوجی دستوں کو گشت پر جانے کا کون حکم دیتا تھا۔ آپ کے مجسٹریٹ یا فوجی کمانڈر۔ جواب:۔ فوج سول حکام کی امداد کے لئے بلائی گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی نقل و حرکت کے احکام محکمہ پولیس کے افسر اعلیٰ کی طرف سے صادر ہونے چاہئیں تھے۔

عدالت سے

سوال:۔ ہم اس چیز کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ فوج اور سول حکام کے روابط کیا تھے۔ کیا مجسٹریٹ فوجی گشت کو لے جاتے تھے۔ یا فوجی گشت سے کہا جاتا تھا کہ وہ مجسٹریٹ کے ہمراہ رہے

جواب:۔ یہ چیز واضح ہے کہ دستے مہیا کرنے کا کام کمانڈر کے سپرد تھا۔ اور وہ باغ جناح سے مجسٹریٹ کو ساتھ لے لیا کرتے تھے کیونکہ ایک مجسٹریٹ ہر وقت ڈیوٹی پر رہتا تھا۔ سوال:۔ کیا اس سے یہ چیز واضح نہیں ہوتی کہ یہ مجسٹریٹ یا محکمہ پولیس ہوتا تھا جو گشت کو چلنے کے لئے کہتا تھا۔ جواب:۔ اگر مجسٹریٹ کے نوٹس میں یہ بات آتی تھی کہ کسی جگہ گشت درکار ہے تو وہ گشت لے جا سکتا تھا۔ ورنہ کمانڈروں کی طرف سے گشت بھیجی جاتی تھی۔ اور مجسٹریٹ ان کی رفاقت میں ہوتا تھا۔ سوال:۔ کیا گشت انہیں جگہوں پر بھیجی جاتی تھی۔ جہاں اس کی ضرورت ہوتی تھی؟ جواب:۔ نہیں اس کے علاوہ گشت بھی تھی۔ لیکن اگر کسی جگہ گشت کی ضرورت پڑے تو مجسٹریٹ لے جا سکتا تھا۔

وکیل سے

سوال:۔ اگر فوج کا دورانِ گشت میں کسی جگہ غیر قانونی مجمع یا فسادیوں سے سامنا ہو جائے تو ان کے خلاف کارروائی کرنے کے متعلق آپ کے اور کمانڈروں کے درمیان کیا چیز طے پائی تھی؟

جواب:۔ مجسٹریٹ موقع پر فیصلہ کر کے صورت حال سے نپٹ سکتا ہے۔ سوال:۔ کیا بغیر مجسٹریٹ کے حکم کے بھی فوجی دستوں سے گولی چلانے کی توقع تھی؟ جواب:۔ نہیں۔ یہ مجسٹریٹ کا کام تھا کہ وہ صورت حال سے نپٹے اور اس امر کا فیصلہ کرے کہ آیا صورت حال کو سونپ دی جائے یا نہیں۔ جب یہ فوج کا کام تھا کہ وہ گولی چلائے یا نہ چلائے۔

سوال:۔ کیا گڑبڑ کے دوران میں آپ ایسے واقعہ کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ فوج مجسٹریٹ کے بغیر اکیلی گئی ہو۔ اور اس کا سامنا ایسے مجمع سے ہوا ہو جس کا منتشر کیا جانا ضروری ہو۔ اور ایسا نہ کیا گیا ہو؟ جواب:۔ نہیں۔

وکیل سے

سوال:۔ کیا ۳ تاریخ سے مارشل لا کے نفاذ تک کوئی ایسا موقع آیا کہ مجسٹریٹ کو صورتِ حال فوج کو سونپنی پڑی۔ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا فوج نے اس سے پوری طرح نمٹا۔ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ فائرنگ کے ذریعے۔ جواب:۔ جی ہاں

سوال:۔ براہِ کرم ایسے مواقع کی تعداد بتائیے؟ جواب:۔ مجھے دو مواقع کا علم ہے۔ ایک ۵ مارچ کو بیرون لوہاری گیٹ پیش آیا۔ جب تھانے پر پتھر پھینکے گئے اور خواجہ محمود صادق نے اس کا چارج فوج کو دیدیا۔ اور انہوں نے گولی چلائی۔ دوسرا واقع ۶ مارچ کو پیش آیا جب ٹولنٹین مارکیٹ کے موڑ پر مسٹر احمد شفیع کے حکم پر فوج نے گولی چلائی۔ سوال:۔ آپ نے اگلے روز کہا تھا کہ فوج کے عدم تعاون کا کوئی واقعہ آپ کے علم میں نہیں آیا ایس۔ ایس۔ پی کا کہنا ہے۔ مارشل لا کے ایام کی ایک کانفرنس میں آپ نے ان کو بتایا کہ مجسٹریٹ نے شکایت کی ہے کہ فوج تعاون نہیں کر رہی کیا یہ درست ہے؟ جواب:۔ جی نہیں۔ سوال:۔ کیا آپ کو پوری تسلی تھی کہ فوج تعاون سے کام لے رہی ہے اور اپنی خدمات شہری حکام کی صوابدید پر چھوڑ چکی ہے؟ جواب:۔ جی ہاں۔

وکیل (مزید)

سوال:۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ ۵ تاریخ کی شام کو سرکاری جائداد میں آتش زنی اور اتلاف جان کے واقعات رونما ہوئے۔ اور پولیس اس صورت میں مؤثر طریق پر عہدہ برآ نہیں ہو سکتی تھی؟ جواب:۔ جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کی خلاف ورزی، آتش زنی، اور قتل وغیرہ کے متعدد واقعات رونما ہو رہے تھے۔ اور پولیس اس صورتِ حال سے نپٹنے کی جدوجہد کر رہی تھی لیکن شام کے قریب یہ ظاہر ہو گیا کہ پولیس کی یہ جدوجہد ناکامی سے دوچار ہو رہی ہے۔ سوال:۔ جنرل آفیسر کمانڈنگ کا کہنا ہے کہ ۵ اور ۶ تاریخ کو فوج کی پوری دسویں ڈویژن لاہور میں شہری حکام کی امداد و اعانت کے لئے مل سکتی تھی۔ بتائیے اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آپ نے اس سے استفادہ کیوں نہیں؟ جواب:۔ اس کی خدمات سے استفادہ اور اسے بلانا پولیس کے افسر اعلیٰ کا کام تھا۔ دیا تھ

اگر میں فیصلہ کرنے میں آزاد ہوتا تو مسجد وزیر خان کو خالی کرانے کیلئے ۵ مارچ کو ہی ضرور کوئی اقدام کرتا

۵ مارچ کو سارا دن متعدد جلوس اور بلوائیوں کے ہجوم شہر بھر میں چکر لگا رہے تھے!

تحقیقاتی عدالت میں سابق سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس مرزا نعیم الدین کا بیان

وکیل نے مزید جرح کے دوران میں گواہ سے پوچھا۔ کیا جنرل آفیسر کمانڈنگ یا کوئی اور فوجی افسر ڈی۔ ایس۔ پی فردوس شاہ کی ہلاکت کے بعد ۴ تاریخ کی شام کو سٹی پولیس سٹیشن میں موجود تھا جس کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی ہو کہ مسجد وزیر خان میں یا فصیل کے اندر کے رقبے میں کارروائی کے لئے فوجی دستے تیار ہیں؟

گواہ نے کہا میں وہاں کچھ دیر تک رہا میں تو صرف یہ جانتا ہوں۔ کہ کوتوالی میں کچھ فوج آئی تھی۔ س: کیا آپ کی رائے میں یہ ضروری تھا۔ کہ ڈی۔ ایس۔ پی فردوس شاہ کی ہلاکت کے بعد ۴ تاریخ کی شام کو کارروائی کرکے مسجد وزیر خان پر قبضہ کیا جائے؟ ج: میں صرف انسپکٹر جنرل پولیس کی ہدایات لے رہا تھا۔ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ س: کیا انسپکٹر جنرل پولیس نے آپ سے یہ کہا۔ کہ کارروائی ہونی چاہئیے؟ ج: انسپکٹر جنرل پولیس سی۔ آئی۔ ڈی کے متعدد افسروں اور جنرل آفیسر کمانڈنگ سے اس بات چیت پر بحث کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ امر واضح کیا تھا کہ اگر وہ اس وقت مسجد وزیر خان میں جائیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ یہ اقدام قتل و خون پر منتج ہو۔ س: کیا آپ کی رائے بھی یہی تھی۔ کہ پولیس مسجد وزیر خان کو خالی کرانے کے لئے رات ۱۰ بجے کوئی کارروائی کرتی۔ تو اس سے پولیس کا سخت جانی نقصان ہوتا؟ ج: میرا خیال ہے۔ دونوں فریقوں کا کچھ خون بہتا۔ اس مرحلہ پر عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ اگر وہ فیصلہ کرنے میں آزاد ہوتے اور ان کے پاس کافی طاقت بھی ہوتی۔ تو کیا وہ ۴ تاریخ کی شام کو یا اس سے اگلے روز مسجد وزیر خان کو خالی کرانے کے لئے ضروری اقدام نہ کرتے؟

گواہ نے جواب دیا۔ میں ضرور ایسا اقدام کرتا۔ س: کیا آپ نے مسجد کو خالی کرانے کے متعلق کوئی تجویز پیش کی تھی؟ ج: نہیں میں نے کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی کیونکہ میری ذاتی رائے کی کوئی وقعت نہ تھی۔ س: کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی یہی پوزیشن میں تھے۔ یعنی کیا وہ بھی آزادانہ فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں تھے۔ اور سارا عرصہ حکام اعلیٰ کے فیصلوں کی روشنی میں چلتے رہے؟ ج: جی ہاں میرا یہی خیال ہے۔

وکیل کی طرف سے مزید

س: کیا مسٹر عبد الستار خان نیازی کی گرفتاری کا حکم آپ کو ۴ تاریخ کو مل گیا تھا؟ ج: سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے یہ حکم کبھی ملا ہی نہیں۔ س: کیا یہ حکم آپ کے دفتر میں پہنچا تھا؟ ج: میرا خیال تو نہیں کہ یہ حکم کبھی میرے دفتر میں بھی آیا ہو۔ کیونکہ وارنٹ کی تعمیل کرنے کا کام سی۔ آئی۔ ڈی کو سونپا گیا تھا۔ س: اگر وارنٹ کی تعمیل کا کام آپ کے سپرد کیا جاتا۔ تو کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ آپ ۴ تاریخ کی شام کو انہیں مسجد وزیر خان کے اندر سے گرفتار کرنے کی پوزیشن میں تھے؟ ج: ایسی صورت میں بڑی دقت ہوتی۔ تاہم وارنٹ کی کامیابی سے تعمیل کرنے کا امکان موجود تھا۔ س: ۴ مارچ کی شام کو مسجد کے اندر کتنے افراد تھے؟ ج: میرے اندازے کے مطابق تین سے پانسو تک۔ س: کیا آپ ۴ تاریخ کو مسجد میں کسی وقت گئے؟ ج: جی نہیں۔ س: کیا ۴ تاریخ کی شام کو مسجد سے باہر کوئی ہجوم تھا؟ ج: ہجوم جو لوگوں پر مشتمل تھا۔ ان کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا۔ س: کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ پولیس کے پچیس ملازم جو ڈی۔ ایس۔ پی فردوس شاہ کے ساتھ گئے تھے۔ انہیں چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ اور ان کو بچانے کے لئے انہوں نے کچھ نہ کیا؟ ج: میری اطلاع کے مطابق پولیس کے یہ ملازم گولی چلائے بغیر بھاگ گئے۔ س: کیا بھاگنے والے آپ کے ڈسپلن کے قواعد کے تحت نہیں آتے؟ ج: جی ہاں قواعد کے تحت آتے ہیں۔ س: کیا آپ نے پھر اس کی تفتیش کی؟ ج: میں نے یہ معاملہ تفتیش کرنے والوں پر چھوڑ دیا تھا۔ اور کوئی خاص حکم صادر نہیں کیا۔

عدالت

س: لاہور سے آپ کی تبدیلی کب ہوئی؟ ج: میں لاہور سے ۴ مئی ۱۳۳۳ھ کو رخصت ہوا۔ س: کیا اس وقت تک اس کی تفتیش مکمل ہو چکی تھی؟ ج: مجھے معلوم نہیں کیونکہ یہ کام سی۔ آئی۔ ڈی کے سپرد تھا۔

وکیل مسٹر دید

س: کیا آپ ڈی۔ ایس۔ پی کے ساتھ جانے والے بلاوہ ان پولیس کے طرز عمل کو دیکھتے ہوئے یہ کہیں گے۔ کہ ۴ تاریخ کی شام کو مسٹر عبد الستار نیازی کے وارنٹ گرفتاری کی تعمیل مسجد وزیر خان کے اندر جا کر کرائی جا سکتی تھی؟ ج: میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ کام ممکن تھا۔ س: کیا آپ کو معلوم ہے کہ ۵ تاریخ کی صبح کو شہری حکام کی امداد و اعانت کے لئے کتنی فوج میسر آ سکتی تھی؟ ج: میں ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا۔ س: کیا آپ کو معلوم ہے کہ فوج کے گشتی دستے ۵ مارچ کو سارا وقت فصیل کے اندرونی رقبے کے سوا شہر میں پھر رہے تھے؟ ج: جی ہاں۔ وہ گشت لگا رہے تھے۔ س: کیا ان کے ساتھ پولیس بھی تھی؟ ج: بعض جگہ تھی۔ بعض جگہ نہیں۔ س: کیا اس روز مجسٹریٹ ان دستوں کے ساتھ بلا استثنیٰ موجود تھے؟ ج: میرا خیال ہے۔ کہ موجود تھے۔ تاہم مجھے اس کا پورا یقین نہیں ہے اور بعض دستے ایسے تھے جن کے ہمراہ کوئی بھی مجسٹریٹ نہیں تھا۔ س: کیا شہری حکام نے ۵ تاریخ کو لاہور میں فوج پر کوئی پابندی عائد کر رکھی تھی؟ ج: میرا تاثر یہ ہے۔ کہ کوئی پابندی نہیں تھی۔ س: کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ ۵ تاریخ کو سارا وقت متعدد جلوس اور بلوائی ہجوم شہر بھر میں ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے؟ ج: جی ہاں۔ س: کیا یہ حقیقت ہے کہ گشت کی ڈیوٹی انجام دیتے ہوئے یہ فوجی دستے جلوسوں اور ہجوموں کے پاس سے بھی گزرے؟ ج: اس وقت کچھ ایسی صورت حال تھی جس سے مجھے

مسٹر دولتانہ کا ۶ مارچ کا بیان خالص سیاسی حیثیت رکھتا تھا

"میں پہلا شخص ہوں جس کے ذہن میں قیام پاکستان کا تصور پیدا ہوا" (میکش کا دعوےٰ)

تحقیقاتی عدالت میں مجلس عمل کے وکیل مرتضٰی احمد خان میکش کی بحث!

لاہور ۱۲ فروری۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر کے دلائل ختم ہوگئے۔ ان کے بعد مجلس عمل کے وکیل مولانا مرتضٰے احمد خاں میکش نے اپنی بحث کا آغاز کیا۔ عدالت سے خطاب کرتے ہوئے مجلس عمل کے وکیل نے کہا کہ اقدامات کی لغویت ان حالات کی ذمہ دار تھی۔ جن کی وجہ سے فسادات رونما ہوئے — انہوں نے کہا کہ ۲۷ فروری کو مرکزی حکومت نے جب ایک اعلانیے میں تحریک کو پاکستان کے خلاف قرار دیا تھا۔ اس وقت امن وامان کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں تھا — انہوں نے کہا کہ تحریک سے عوام کی ہمدردی کم کرنے کے لئے یہ ظاہر کیا گیا کہ تحریک کو احرار نے دوسرے عناصر کی مدد سے منظم کیا ہے — انہوں نے کہا کہ اعلانیے میں قیام پاکستان کے لئے تحریک کے بعض رہنماؤں کی خدمات کو نظرانداز کر دیا گیا تھا — یہ کہتے ہوئے کہ تحریک کے قائدین میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے برسراقتدار لوگوں سے زیادہ نہیں تو ان کے برابر ضرور قوم کی خدمت کی ہے۔ مولانا میکش نے دعوٰی کیا کہ وہ پہلے شخص تھے جس کے ذہن میں سب سے پہلے قیام پاکستان کا تصور پیدا ہوا تھا — انہوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے سردار عبدالرب نشتر کی گواہی کا حوالہ دیا۔ کہ پاکستان کے حامی علماء کی شرکت کے بعد پاکستان کی جدوجہد نے امید افزا شکل اختیار کر لی۔

انہوں نے مسٹر دولتانہ کے اس بیان کا بھی حوالہ دیا کہ تحریک سے دلچسپی لینے والے بعض لوگوں نے ملک کی بڑی خدمت کی ہے اور ملک سے ان کی وفاداری غیر مشکوک ہے — مولانا میکش نے کہا کہ مرکزی حکومت کا رویہ یہ تھا کہ تحریک پر خلوص کے ساتھ عقیدہ رکھنے والوں کو گولیوں سے چھید دیا جائے اور تحریک کو کچل دیا جائے — انہوں نے کہا کہ میں یہ بیان وزیر مواصلات سردار بہادر خان کے بیان کی بنیاد پر دے رہا ہوں — مولانا کے بیان کے مطابق سردار بہادر خان نے تحریک کے حامیوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا تھا (۱) جو خلوص کے ساتھ تحریک کو مانتے ہیں (۲) جو لوگ اس میں سیاسی اغراض کی بناء پر شامل ہوئے۔ اور (۳) جو معمولی قوت کے مظاہرے سے بھی اس سے علیحدہ کئے جا سکتے تھے ۔۔ مولانا میکش نے کہا کہ حکومت کا خیال تھا کہ اس نے جبر سے کام لیا تو تحریک سے جن لوگوں کا تعلق کمزور ہے وہ اس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ سیاستدانوں کو خرید لیا جائیگا اور باقی لوگوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔۔

مولانا نے کہا کہ اصل تحریک شروع کرنے سے قبل انہوں نے ایک ڈاٹ قائم کرلی تھی — مجلس عمل کے وکیل نے اس بات کی جانب اشارہ کیا کہ قبل اس کے کہ وہ اپنے جلسے میں پرامن پروگرام کا اعلان کرسکیں تحریک کے تمام سرکردہ رہنما کراچی میں گرفتار کرلئے گئے تھے۔

انہوں نے کہا کہ جون ۱۹۵۲ء میں کراچی کے ایک جلسۂ عام میں چودھری ظفراللہ خان کی تقریر پر عوام میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن اس زمانے میں پنجاب میں ختم نبوت کے جلسوں کی ممانعت تھی — مولانا میکش نے پرزور الفاظ میں کہا کہ ختم نبوت اور کسی دوسرے مذہبی معاملے کے سلسلے میں مسجد کے اندر یا اس کے باہر جلسوں کی ممانعت عوام کے مذہبی حقوق پر زبردست حملے کی حیثیت رکھتی ہے — انہوں نے کہا کہ اس میں تضاد کی وجہ سے عوام کے جذبات نے اور بھی شدت اختیار کرلی۔ کیونکہ پولیس کی حفاظت میں احمدیوں کا جلسہ ہوا اور مرکزی کابینہ کے ایک اہم رکن نے اس میں تقریر کی۔ لیکن عام مسلمانوں کے جلسوں کی مسجدوں میں بھی ممانعت کر دی گئی تھی — انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مسلمان اگر مسلمانوں کے محلے میں جلسے کریں تو اس سے نقص امن کا کوئی اندیشہ پیدا نہیں ہوتا — اس کے بعد مولانا میکش نے متعدد واقعات کو دہرایا اور دعوٰے کیا کہ ان مواقع پر مجلس عمل کے رہنماؤں نے امن وامان قائم رکھنے کے لئے مداخلت کی تھی — انہوں نے کہا کہ مجلس عمل کی یہ ہدایت تھی کہ قانون سے ٹکر نہ لی جائے اور یہ صرف ہماری ہدایتوں اور مشورے کا نتیجہ تھا کہ ۴ مارچ کو ۵ بجے شام تک عوام نے امن وامان قائم رکھا — انہوں نے کہا کہ ایک مجمع کے ہاتھوں سید فردوس شاہ کی ہلاکت کے بعد پولیس نے انتقام کے طور پر اندھا دھند کشت وخون شروع کر دیا — انہوں نے کہا کہ میری اطلاع کے مطابق فردوس شاہ کو اسلئے قتل کیا گیا تھا کہ وہ مبینہ طور پر قرآن مجید کی بے حرمتی کے ذمہ دار تھے۔

مجلس عمل کے وکیل نے کہا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ عوام ہتھیار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے — انہوں نے مسٹر محمد حسین ایس پی سی آئی ڈی کی گواہی کا حوالہ دیا جنہوں نے مولانا کے بیان کے مطابق کہا تھا کہ جب میں جائے وقوع پر پہنچا۔ تو چند لوگ جو وہاں موجود تھے پولیس کی جمعیت دیکھکر بھاگ گئے — انہوں نے کہا کہ یہ الزام اگر درست ہے کہ عوام بغاوت پر کمربستہ ہوگئے تھے تو وہ پولیس کی اس جمعیت کے ساتھ بھی وہی سلوک کر سکتے تھے جو مسٹر محمد حسین کے ساتھ کیا تھا — مجلس عمل کے وکیل نے کہا کہ پولیس نے پنجاب کانسٹیبلری اور بارڈر پولیس کو بلالیا اور ۴ مارچ کی رات کو اتنی گولیاں چلائی گئیں کہ ۵ مارچ کو عوام نے انتقام لینا شروع کر دیا — مولانا میکش نے کہا کہ مسٹر دولتانہ کا ۶ مارچ کا بیان خالص سیاسی حیثیت رکھتا تھا — انہوں نے کہا کہ سابق وزیر اعلےٰ نے تحقیقاتی عدالت کے سامنے اپنی گواہی کے دوران میں کہا تھا کہ انہوں نے یہ بیان اس وقت کے حالات کی وجہ سے دیا تھا۔

انہوں نے کہا کہ حکومت کا رویہ ہمیشہ جانبداری پر مبنی رہا ہے صرف تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کو گرفتار کیا جاتا تھا اور انہیں کے جلسوں کی ممانعت کی جاتی تھی — انہوں نے کہا۔ کہ حکومت پنجاب کے وکیل چودھری فضل الٰہی اپنا یہ الزام ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ تحریک کے رہنماؤں اور مسٹر دولتانہ کے درمیان کوئی اتحاد تھا۔ ان کا یہ الزام بالکل غلط ہے۔

مولانا میکش نے اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ در اصل مسٹر دولتانہ مطالبات منظور کرانے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوئے۔

انہوں نے کہا۔ کہ جب اس سلسلہ میں ایک قرارداد لیگ کونسل میں پیش کی گئی تو انہوں نے لوگوں کو قرارداد واپس لینے پر آمادہ کر لیا حالانکہ خود مسٹر دولتانہ کے بیان کے مطابق وہ لوگ مطالبات کے حق میں تھے۔

مولانا میکش نے کہا۔ کہ صوبائی لیگ اگر مطالبات کو منظور کر لیتی۔ اور اسے مرکزی پارٹی کے پاس بھیج دیتی تو ایک جلسہ طلب کیا جاتا اور مسلم لیگ کا کوئی رکن معاملے کو آئین ساز اسمبلی میں پیش کر دیتا۔

(بقیہ لیڈر ص ۲)

تحریکیں کرنے والوں اور ان تحریکوں کے جواب میں قربانیاں کرنے والوں کا ایمان تھا کہ اللہ تعالےٰ یہ قربانیاں مانگتا ہے۔ ان کا ایمان ہی تھا جس نے ان بظاہر حقیر قربانیوں کو بھی عظیم بنا دیا تھا۔ اور ان سے وہ نتائج مرتب ہوئے کہ تاریخ عالم اس کا جواب تو کیا اس کا پاسنگ بھی پیش نہیں کر سکتی۔

جماعت احمدیہ جس کا ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کھڑی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں کوئی جماعت اس کے مقابلہ میں دین کے لئے ایسی قربانیاں نہیں دکھا سکتی۔ جماعت احمدیہ ایسی بینظیر قربانیاں اسی لئے دکھا سکی ہے کہ اس کا ایمان ہے کہ یہ قربانیاں اللہ تعالےٰ طلب کرتا ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ جو تحریک ایسی قربانیوں کے لئے اس کا امام کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے کرتا ہے بیشک اس ذات یہ قربانیاں حقیر نظر آتی ہیں۔ جو ایک غریب جماعت اپنی بساط سے بھی بڑھ کر کر رہی ہے مگر انہی شاندار

هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون

وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ وہ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب قرار دے۔ اور خواہ مشرک لوگ اس پر ناک بھوں ہی چڑھائیں۔

میں ان کا وزن کم نہیں ہے۔ کیونکہ جتنی وہ کمیت میں کم ہیں اتنی ہی وہ کیفیت میں بھاری ہیں۔ کیونکہ ان کی جڑیں ہمارے ایمان میں گہری ہیں اس ایمان میں۔ اس زندہ ایمان میں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بخشا ہے۔ جو زندہ خدا کے زندہ نشانات دیکھ کر ہم میں پیدا ہوا ہے۔ جس سے بڑی طاقت نہ انشقاق جوہر میں ہے اور نہ کسی اور مظہر قدرت میں۔ کیونکہ اس طاقت کا سہارا اس ذات کی طاقت ہے جو جوہری طاقت اور دوسرے مظاہر قدرت کی طاقتوں کا بھی صانع ہے۔

بقیہ صفحہ ۷

خیال پیدا ہوا۔ کہ فوج کا مظاہرین سے سامنا ہوا۔ لیکن اس خیال کا کوئی ثبوت میرے پاس نہیں

عدالت سے

س:۔ جنرل اعظم نے کہا تھا کہ جہاں کہیں بلوائیوں پر فوجی دستوں کا گذر ہوتا۔ بلوائی منتشر ہو جاتے کیا یہ بیان درست ہے؟ ج:۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا ہی واقعہ ہوا ہو۔ س:۔ کیا آپ کے علم میں کوئی شخص یہ بات لایا۔ کہ فوج کا بلوائیوں سے آمنا سامنا تو ہوا لیکن اس نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی؟ ج:۔ کوئی ٹھوس مثال تو پیش نہیں کر سکتا لیکن اس وقت میرا تاثر یہ تھا۔ کہ فوج آزادانہ کوئی کارروائی نہیں کر رہی۔ س:۔ کیا یہ تاثر آپ نے اپنے ماتحتوں یا دوسرے افسروں سے گفتگو کے ذریعہ سے لیا؟ ج:۔ میں نے یہ تاثر پولیس کے بعض افسروں سے لیا جنہوں نے کہا تھا کہ فوج نے گولی چلائی۔ نہ ہجوموں کو منتشر کیا میں نے ان کا یہ بیان تسلیم کر لیا۔ س:۔ کیا انہوں نے آپ کو کوئی ٹھوس مثال پیش کی تھی؟ ج:۔ نہیں (باقی)